شخصیت

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حیات مستعار کے چند اوراق

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یادگار اسلاف اور سلسلہ تھانوی کے امین وپاسبان تھے۔آپ ۳۰/اپریل ۲۰۱۸ء کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئے اور وہیں جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں آپ کو وفاق المدارس العربیہ کا خازن بنایا گیا۔آپ تادم وفات اس عہدے پر فائز رہے۔ذیل میں آپ کا سوانحی خاکہ پیش کیا جارہا ہے جو آپ کے برادر صغیر مولانا ڈاکٹر خلیل احمد صاحب مدظلہم کے قلم سے ہے اور آپ کی زندگی میں ہی اسے مرتب کیا گیا تھا۔اس سوانحی خاکے سے جہاں آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے وہی کئی تاریخی واقعات بھی سامنے آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے،آمین!

مولانا ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی مدظلہم

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم واما بعد ! شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم الاسلامیہ مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم تشریف لائے۔یہ تینوں اکابر دار الاہتمام میں تشریف فرما تھے جہاں دیگر بہت سے حضرات بھی ان بزرگوں سے مستفید ہونے کے لئے جمع ہوگئے،ایک مختصر نجی سی مجلس تھی جس میں خاص خاص لوگ جمع تھے،یہ احقر بھی اس مجلس میں موجود تھا اور ان اکابرین کی پر مغز علمی گفتگو سے محظوظ ہورہا تھا،دوران گفتگو شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے متعلقین کے بہت سے سبق آموز اور متاثر کن چند واقعات سنائے۔کچھ دیگر اکابر کا بھی تذکرہ کیا جن سے حضرت نے فیض حاصل کیا تھا۔ان واقعات کو سنکر مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ تمام واقعات تو منضبط ہونے بہت ضروری ہیں،یہ تو ایک تاریخ ہے،ان کو تو مولانا کے علاوہ کوئی

بتانے والا بھی نہیں ہے۔ حضرت سے درخواست کی کہ ان کو تحریر فرما دیجئے حضرت نے معذرت فرمائی تو حاضرین مجلس سے کہا کہ ان کو ٹیپ کرلو پھر مرتب کرلینا۔ یہ مجلس تو اپنے اختتام کو پہنچی لیکن ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب نے حضرت سے درخواست کی کہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ چڑیا گھر لاہور میں ہر اتوار کو آپ کی مجلس ہوتی ہے جس میں اصلاحی بیان ہوتا ہے اگر اس میں ان میں سے کچھ واقعات ذکر کردیئے جائیں تو ہم ٹیپ کرلیں گے۔

چنانچہ حضرت نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ ڈاکٹر صاحب خانقاہ میں ہونے والے بیانات کو باقاعدگی سے ٹیپ کرتے رہتے ہیں۔ سینکڑوں موضوعات پر حضرت کے بیانات کی کیسٹس ڈاکٹر صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے احقر کو حکم دیا کہ حضرت نے جن تقاریر میں حضرت تھانوی کے متعلقین کا تذکرہ کیا ہے ان کو تم مرتب کردو تاکہ وہ طبع کی جاسکیں اور عوام وخواص ان سے مستفید ہوں۔ چنانچہ وہ چند تقاریر جو ڈاکٹر صاحب نے مجھے دی تھیں میں نے ان کو مرتب کردیا ہے۔ واقعات میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے حضرت نے جس طرح ذکر فرمائے تھے اسی ترتیب سے لکھدیے ہیں۔ حضرت کو ایک نظر دکھا بھی لئے تھے کہ کیسٹ سے نقل میں کوئی غلطی نہ ہوگئی ہو۔ بعد ازاں احقر کو خیال ہوا کہ اس کتاب کے شروع میں شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی دامت برکاتہم کے کچھ حالات بھی ذکر کردیئے جائیں تاکہ قارئین کے سامنے حضرت کا بھی مختصر سا تعارف آجائے۔ جو پیش ہے۔

ذکر عارف:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ ناشتہ فرمارہے تھے۔ ایک قاصد نے آکر آپ کو خوشخبری سنائی کہ آپ کی ربیبہ رشیدہ خاتون ''اہلیہ مفتی جمیل احمد تھانوی کے گھر ایک بچہ تولد ہوا ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ کو اس خبر سے بے انتہا مسرت ہوئی، ناشتہ سے فارغ ہوکر حضرت خانقاہ تشریف لے گئے تو وہاں مفتی صاحب نے حاضر ہوکر بچہ کے لئے نام تجویز کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، حضرت نے چار نام تجویز فرمائے، جلیل احمد، امیر احمد، خلیل احمد، شکیل احمد۔

شرف مشرف:

حضرت کے خلیفہ خاص خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوری نے عرض کیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اگر حضرت کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام مشرف علی رکھوں گا یہ بھی آپ ہی کی اولاد ہے اگر منظور فرمائیں تو بچہ کا نام مشرف علی

رکھدیا جائے، حضرت نے اسی بات کو منظور فرمالیا اور اس بچہ کا نام مشرف علی طے پا گیا۔مفتی صاحب نے آپ کا تاریخی نام مرغوب علی رکھا لیکن زبان زد عام خواجہ صاحب کا رکھا ہوا نام مشرف علی رہا۔اس بچے کی دو بڑی بہنیں بھی تھیں عمیدہ اور مفیدہ خواجہ صاحب نے مناسب حال فی الفور یہ شعر ارشاد فرمایا:

عمیدہ مفیدہ مشرف علی

یہ تینوں ہیں اولاد اشرف علی

آپ جب تین چار سال کے ہوگئے اور چلنے پھرنے لگے تو حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے ساتھ اکثر کھانے ناشتہ میں شرکت کرتے، حضرت تھانوی بھی بہت محبت اور شفقت فرماتے اگر کھانے ناشتہ کے وقت کبھی موجود نہ ہوتے تو ان کو بلا لیتے، اور اپنے ساتھ شریک فرمالیتے، غالبا چار سال کے تھے حضرت ناشتہ کے انتظار میں تھے، مشرف علی ساتھ ہی بیٹھے تھے، حضرت کی اہلیہ کچن میں ناشتہ لینے گئی ہوئی تھیں قریب ہی پلنگ پر ایک گوٹہ کا کپڑا پڑا تھا، حضرت تھانوی قدس سرہ نے مثل پگڑی کے مشرف علی کے سر پر لپیٹنا شروع کردیا اہلیہ صاحبہ جب ناشتہ لیکر آئیں اور پوچھا کہ یہ کیا کررہے ہو؟......تو فرمایا کہ یہ بچہ جب قاری عالم فاضل بن کر فارغ ہوگا اور اس کے سر پر دستار فضیلت باندھی جائے گی تو میں نہیں ہوں گا، اس لئے ابھی سے دستار باندھ رہا ہوں۔

خواجہ صاحب کے نام تجویز کرنے کی برکت اور حضرت تھانوی قدس سرہ کی دستار فضیلت کی برکت سے یہ بچہ آگے چل کر عارف باللہ، مربی وقت اور شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کی حیثیت سے متعارف ہوا۔

ابتدائی تعلیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی ربیع الاول ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں حافظ اعجاز صاحب سے ناظرہ قرآن پاک مکمل کرنے کے بعد حافظ نہال احمد صاحب کے پاس پندرہ پارے حفظ کئے۔قیام پاکستان کی وجہ سے والدین کے ہمراہ ہجرت کرکے پاکستان آگئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں قاری خدا بخش صاحب مرحوم اور قاری رونق علی صاحب مدظلہ کے پاس قرآن پاک کی تکمیل کی، سالہا سال گنگا رام ہسپتال کی مسجد میں تراویح میں قرآن کریم سنایا۔

۱۹۵۴ء/۱۳۷۳ھ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں تعلیم کا آغاز کیا ابتدائی فارسی کریما تیسری المبتدی اور صرف ونحو پڑھی، بعدازاں ۱۹۵۵ء/۱۳۷۴ھ میں اپنے چچا مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ سکھر میں داخل کئے گئے۔یہاں آپ نے میزان سے شرح جامی تک کتابیں پڑھیں، آپ کے والد ماجد مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اردو عربی فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے آپ کو بھی اپنے والد کی وراثت علمی

میں حصہ ملا اور بچپن ہی میں شعر کہنے لگے، آپ کی دونوں بڑی ہمشیرہ اور پھوپھیاں بھی چونکہ شعر وشاعری سے شغف رکھتی تھیں اس لئے آپ کی شعر گوئی کے لئے ماحول بہت سازگار تھا۔ آپ زمانہ قیام سکھر میں جب اپنی کسی بہن کو خیریت معلوم کرنے کا خط لکھتے تو وہ منظوم ہوتا اور وہاں سے جواب بھی منظوم ہی آتا تھا۔ بچپن ہی میں آپ نے اپنا تخلص عارف رکھا، جو آج آپ کی ذات پر مکمل طور پر صادق آتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم:

۱۹۵۶ء/ ۱۳۷۶ھ میں جب آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اشرفیہ میں دوبارہ داخلہ لیا تو مدرسہ اشرفیہ سکھر کے لئے یہ شعر لکھ کر بھیجا:

تھانوی روح عیاں ہے تیری اولادوں میں
خشت اول ہے مشرف تیری بنیادوں میں

جامعہ اشرفیہ میں شرح وقایہ نوالانوار، مختصر المعانی وغیرہ اسباق تجویز ہوئے، پھر جامعہ ہی میں آپ نے دورہ حدیث شریف تک اپنی تعلیم مکمل فرمائی، آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے، مسلم شریف اور ترمذی استاذ الاساتذہ مولانا محمد رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، ابوداؤد شریف حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اور طحاوی شریف حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ سے پڑھ کر فروری ۱۹۶۱ء/ شعبان ۱۳۸۰ھ میں سند فراغ حاصل کی اسی دوران قراءت وتجوید قاری عبدالعزیز شوقی مرحوم سے پڑھی۔

دستار بندی بدست حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مشرف علی صاحب تھانویؒ نے ۱۹۶۱ء میں جامعہ اشرفیہ سے دورہ مکمل کیا تو اس موقع پر علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کو خط لکھا کہ جامعہ اشرفیہ کا جلسہ تقسیم اسناد ہو رہا ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ بچپن میں حکیم الامت نے میرے سر پر دستار باندھی تھی اب میں فارغ ہوا ہوں تو آپ میری دستار بندی فرمادیں، جس روز جامعہ اشرفیہ میں جلسہ دستار بندی تھا، اس کے اگلے روز مدرسہ اشرفیہ سکھر میں دستار بندی کا جلسہ تھا، علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی کا جواب آیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب تمہارے سر پر دستار باندھی تھی یہ واقعہ میرے سامنے کا ہے، جامعہ اشرفیہ لاہور کے جلسہ میں تو میں نہیں آرہا البتہ مدرسہ اشرفیہ سکھر کے جلسہ میں جاؤں گا، تم اپنی دستار لیکر وہاں آجاؤ تو میں تمہاری دستار بندی کردوں گا۔ چنانچہ مولانا کی دستار بندی بعد عشاء جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ التفسیر علامہ مولانا محمد رسول خان قدس سرہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اور دیگر اکابرین کے دست مبارک سے ہوئی

جلسہ سے فراغت کے بعد آپ رات ہی کی ٹرین سے سکھر تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ سکھر کے جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی میں شریک ہوئے رات کو وہاں جلسہ میں علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سنا کر مولانا کی دستار بندی فرمائی۔(۱)

اسانید حدیث مبارکہ

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو یہ شوق ہوا کہ مختلف اساتذہ حدیث سے روایت حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی جائے چنانچہ اس کے لئے آپ نے ملک و بیرون ملک سفر کئے اور صحاح ستہ کے اوائل واواخر سنا کر اس زمانے کے کبار محدثین سے نقل حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی جن محدثین سے آپ کو خصوصی اجازت حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ۔

۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔

۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند۔

۴۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

۵۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۶۔ شیخ المحدثین والمفسرین علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ۔ شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یار۔

۷۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور۔

۸۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاذ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور۔

۹۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ التفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۱۰۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۱۱۔ حضرت مولانا فاروق احمد انبیھٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور۔

۱۲۔ حضرت مولانا قاری سلطان مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواس داماد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری۔

---

(۱) علامہ ظفر احمد عثمانی حکیم الامت تھانوی کے بھانجے تھے، خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں مفتی کے عہدے پر فائز تھے حکیم الامت کے حکم سے حدیث کی عظیم کتاب اعلاء السنن ۱۸ جلدوں میں تالیف فرمائی اور آپ ہی کے حکم سے احکام القرآن کی منزل اول کی تالیف تین جلدوں پر مکمل فرمائی۔(خلیل)

اصلاحی تعلق:

اپنی اصلاح باطن کے لئے آپ نے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا عبدالغنی پھولپوری کا انتخاب کیا اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔ حضرت کے رحلت فرما جانے کے بعد عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے اور حضرت نے آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا، الحمدللہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا یہ سلسلہ فیض آپ کی ذات اقدس سے ملک کے طول وعرض میں جاری ہے۔

تدریسی خدمات:

۱۹۶۲ء/شوال ۱۳۸۱ھ میں آپ نے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور میں نائب ناظم کے فرائض سنبھال کر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا اس ادارے میں آپ نے ابتدائی فارسی کتب بھی پڑھائیں چھ ماہ بعد آپ اپنی مادر علمی جامعہ اشرفیہ سکھر تشریف لے گئے اور فارسی وعربی کی ابتدائی کتب پڑھائیں اور بعد ازاں آپ لاہور تشریف لے آئے اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس کا آغاز کیا اس مدرسہ میں تیسیر المبتدی کریما اور میزان سے لیکر ہدایہ اور مشکوٰۃ شریف تک درس نظامی میں پڑھائی جانے والی کتب کئی کئی مرتبہ پڑھائیں جامعہ میں آپ کا یہ سلسلہ درس و تدریس مارچ ۱۹۸۳ء/ جمادالاول ۱۴۰۳ء تک بحسن وخوبی چلتا رہا۔

دارالعلوم کا اہتمام:

اپریل ۱۹۸۳ء/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ میں شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عبیداللہ صاحبؒ اور مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ کے مشورے سے آپ کو جامعہ کی تدریسی خدمات سے فارغ کر کے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کے اہتمام وانتظام کی ذمہ داری سپرد کی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر ۱۹۴۸ء میں یہ ادارہ قائم ہوا تھا، جس میں حفظ اور تجوید وقراء ت کی تعلیم دی جاتی تھی، مولانا مشرف صاحبؒ نے شب و روز محنت کر کے اس مدرسہ کو بہت جلد ترقی کی منازل پر گامزن کر دیا، اس ادارے میں درس نظامی اور قراءت سبع عشرہ کے ساتھ میٹرک ایف اے تک اسکول کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا اور ایک تحقیقی ادارہ بنام ادارہ اشرف التحقیق قائم کیا بحمد للہ یہ تمام شعبے مولانا کے زیر اہتمام بحسن وخوبی چل رہے ہیں اور اس وقت مدرسہ ہذا میں پندرہ سو کے لگ بھگ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

علمی وتحقیقی خدمات کی سر پرستی:

ادارہ اشرف التحقیق ۲۰ سے زائد کتب پر تحقیقی کام کر کے عوام کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ نے فقہ حنفی کے مستدلات پر مبنی دو کتابیں تالیف کرانے کا اہتمام کیا، ایک کتاب اعلاء السنن میں وہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جو فقہ حنفی کا مستدل ہیں یہ کتاب علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ جلدوں میں مرتب فرمائی۔ دوسری کتاب احکام القرآن ہے جو قرآن کریم کی تفسیر ہے جس میں قرآنی آیات سے فقہ حنفی کے مسائل کو مستنبط کیا گیا ہے۔ حضرت تھانوی نے اس کی تالیف کے لئے چار اکابر علماء کو مقرر فرمایا۔ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مفتی جمیل احمد تھانویؒ اول الذکر تین اکابرین نے اپنی مجوزہ تفسیر مکمل فرمائی جو پانچ جلدوں میں طبع ہوگئی تھی، لیکن تفسیر نامکمل تھی مولانا مشرف علی تھانوی نے اس کی تکمیل کا ارادہ فرمایا اور ادارہ اشرف التحقیق میں مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ سے اس کی تکمیل کروائی اور مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ سے اس کا ایک تکملہ بھی تحریر کروایا۔

مولانا کی مساعی سے بحمد اللہ یہ کتاب ۱۸ جلدوں میں مکمل ہوگئی ہے۔ ۱۶ جلدیں بشمول پانچ سابقہ جلدوں کے طبع ہو چکی ہیں، دو جلدیں زیر طبع ہیں۔ اسی ادارے میں حضرت مولانا نے ایک عظیم کام مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی عظیم تالیف ''تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری'' کی تکمیل کروائی۔ یہ کتاب بھی گذشتہ چالیس سال سے زائد عرصہ سے مسودہ کی صورت میں ادارے میں موجود تھی، جس کی صرف پہلی دو جلدیں اور آخری جلد حضرت کی حیات میں طبع ہوئی تھی، وہ بھی سادہ طریقے پر لیتھو کاغذ پر حضرت مولانا نے احقر کے سپرد یہ خدمت کی اس کی ترتیب جدید کی جائے، اس میں متن بخاری کا اضافہ بھی کیا جائے، بحمد اللہ حضرت مولانا کی زیر سر پرستی اس کتاب کی بھی ۹ جلدیں مرتب ہوچکیں، چار زیر ترتیب ہیں، پہلی تین جلدیں چھ چھ سو صفحات پر مشتمل طبع ہو چکی ہیں۔

حضرت مولانا کا یہ امت مسلمہ اور خصوصا متعلقین حضرت تھانوی قدس سرہ پر عظیم احسان ہے کہ انہوں نے پچاس سال سے زائد معرض التواء میں پڑے ہوئے اس کام کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا اور علماء وطلبہ تک اس کو پہنچایا، تفسیر وحدیث پر مولانا کی یہ خدمات ان شاء اللہ قیامت تک مولانا کی یادگار رہیں گی، اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے ......آمین! مولانا ہی کی زیر سر پرستی ادارہ اشرف التحقیق حکیم الامت کے ۲۴۰ سے زائد مواعظ عربی فارسی اشعار کے ترجمے اور مشکل الفاظ کے معانی کی تسہیل کے ساتھ طبع کر چکا ہے۔

تبلیغی خدمات:

آپ نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی قائم کردہ مجلس صیانۃ المسلمین کے کام کو پورے پاکستان میں پھیلا دیا آپ اس کے ناظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دیتے ہیں آپ کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا یہ کام پورے ملک میں جاری ہے۔

جمعیت تعلیم القرآن پنجاب اور شمالی علاقہ جات کے آپ صدر رہے ہیں آپ کے زیرنگرانی سات سو سے زائد مدارس حفظ القرآن کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں آج کل وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے خازن کے فرائض بھی آپ سرانجام دیتے ہیں۔

سیاسی خدمات:

۱۹۷۰ء میں جب ملک میں اسلامی سوشلزم کا فتنہ برپا ہوا تو آپ نے اس کی سرکوبی کے لئے اہم کردار ادا کیا مرکزی جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے آپ جنرل سیکریٹری رہے۔ آپ کی زیرادارت ایک ہفت روزہ رسالہ صوت الاسلام بھی جاری ہوا، جس میں آپ کے مضامین اور نظمیں طبع ہوتی رہیں۔

درس قرآن وخطابت:

مسجد شہداء۔ باٹا پور کی نہر والی مسجد۔ مسجد نیلا گنبد۔ اور واپڈا کالونی میں مختلف اوقات میں آپ خطابت ودرس قرآن کی خدمت سرانجام دیتے رہے، آپ کے خطابات کی ۱۷۰ کے قریب آڈیوکیسٹ جامعہ میں موجود ہیں، آپ کا مکمل درس بخاری بھی آڈیو کیسٹ میں موجود ہے آپ نے مختلف موضوعات پر گراں قدر رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ چڑیا گھر میں منعقدہ اصلاحی مجالیس کی ۷۰ سے زائد موضوعات پر مبنی کیسٹیں خانقاہ میں عبدالمقیم صاحب کے پاس موجود ہیں۔

شعری ذوق:

شعروشاعری مین بھی آپ ذوق لطیف رکھتے ہیں اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں آپ کی نعتیں عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہیں مکہ، مدینہ سے متعلق نظمیں اس علاقے کی جو عظمت آپ کے دل میں ہے اس کی غماز ہیں غزلوں اور نظموں پر اگر نظر ڈالی جائے تو ان میں الفاظ کی بندش تلمیحات واستعارات کا استعمال آپ کے کلام کی عظمت کو قاری کے دل میں اتار دیتا ہے ہر آنے والا شعر پہلے سے عمدہ ہونے کی وجہ سے قاری پوری غزل یا نظم پڑھے بغیر رک نہیں سکتا اور اس کے لئے اشعار میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مشکل ہوتا ہے۔

چنانچہ حمد باری تعالی میں آپ اللہ رب العزت کی صفات کو اس لطیف انداز میں بیان فرماتے ہیں:

پتہ پتہ، بوٹا بوٹا تیرا ہر دم مدح خواں
ذرہ ذرہ میں جہاں کے ہے تو ہی جلوہ فگار
چاند سورج اور ستارے ہیں ترا عکس جمال
تیری قدرت کے نشاں صبح ومساء لیل و نہار
نام لیتے ہیں ترا حور ملک جن و بشر
ہیں ترے تسبیح خواں طیر وپرند و مور ومار

جب اللہ تعالیٰ سے التجاء میں مشغول ہوتے ہیں تو اپنی ہستی کو بالکل مٹا دیتے ہیں اور ساری مخلوق میں اپنے کو سب سے کم سمجھتے ہوئے اللہ سے عفوودرگذر کے طلب گار رہتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں:

ایک رسوائے زمانہ ہوں سیاہ کار ہوں میں
میرے مولا تیری رحمت کا طلبگار ہوں میں
قعر ذلت میں گرفتار ہوں اور خوار ہوں میں
مغفرت کر ترا بندہ ہوں گنہگار ہوں میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کو بیان کرتے ہوئے آپ یوں مدح سرائی فرماتے ہیں:

رتبہ کونین میں ہے ارفع واعلیٰ تیرا
عرش و کرسی پہ بھی ہے نقش کف پا تیرا
رفعتیں تیری رفعنا لك ذكرك سے عیاں
ہے علو شان دنی وفتدلی تیرا
پھر کوئی اس کی نگاہوں میں سمایانہ حسیں
اک نظر دیکھ لیا جس نے بھی جلوہ تیرا

سلوک وتصوف کے مضامین کو آپ اشعار کا جامہ پہناتے ہیں اور فرماتے ہیں:

سالک مقامِ ناز میں عرفان کا یقین
ملتا ہے جب کہ دل ہو بس اک یار کا امین
معیار حال و قال ہو عبدیت وفنا
''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' ہواور ''اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن ''

اگر آپ کی نظموں پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بھی اچھوتے خیال ملتے ہیں، مثلاً آپ کہتے ہیں:

وہ مہوش ڈھونڈتے ہیں جس کو سب محمل میں ہوتا ہے
یہ دل محمِل ہے اس کا ڈھونڈلے وہ دل میں ہوتا ہے
طلب تسکین خاطر کی عبث ہے تجھ کو اے سالک
سکون قلب راہوں میں نہیں منزل میں ہوتا ہے

☆☆☆

کیسے تصویر کو میں دل کا سہارا کہہ دوں

رنگ و روپ اس میں نہیں ناز اور انداز نہیں
کچھ سماعت نہیں اس میں کوئی آواز نہیں
تیری یادوں کے سوا اس میں کوئی ساز نہیں
جانِ من تیری اداؤں کی یہ غمّاز نہیں

کیسے تصویر کو میں دل سہارا کہہ دوں

جنبش لب نہیں آنکھوں کے اشارے بھی نہیں
رخ ورخسار میں شعلوں کے شرارے بھی نہیں
دل پہ چل جائیں جو زلفوں کے وہ آرے بھی نہیں
حسنِ صورت کے وہ دلکش سے نظارے بھی نہیں

کیسے تصویر کو میں دل کا سہارا کہہ دوں

اگر مولانا کی غزلوں پر نظر ڈالی جائے تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی عالم نہیں بلکہ ایک عاشق مزاج شاعر اپنے محبوب کی یاد میں ڈوب کر ہم کلام ہو رہا ہے۔

تیرے سائے سے بھی مجھ کو تو گلہ رہتا ہے
غیر کیوں ساتھ ترے میرے سوا رہتا ہے
عشق تیرا مرے سینے میں چھپا رہتا ہے
اک سمندر ہے جو کوزے میں بسا رہتا ہے
نشۂ جرعۂ صہبائے نظر سے مخمور

تیرا دیوانہ ترے در پہ پڑا رہتا ہے

☆☆☆

دل موہ نہ لے جو اسے دلبر نہیں کہتے
خوشبو نہ ہو جس میں اسے عنبر نہیں کہتے
ہر چاند سا مکھڑا رخ زیبا نہیں ہوتا
ہر ناز وادا والے کو دلبر نہیں کہتے

☆☆☆

عشق ہے نام اگر حسن پہ مرجانے کا
زندگی نام ہے دنیا سے گزر جانے کا
آخری وقت ہے آ! اپنی قسم توڑ بھی دے
انتظار اور نہ کر وقت گزر جانے کا
تیری فرقت کا تحمل مری قدرت میں نہیں
اب مرے سامنے یہ ذکر نہ کر جانے کا

جب مولانا کے تحریر کردہ مرثئے پڑھے جائیں تو وہ غم فرقت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں اوران میں مرحوم کی تمام صفات کا تذکرہ ملتا ہے اوراس کی شخصیت قاری پر عیان ہوجاتی ہے مثلاً ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی کے مرثئے میں مولانا رقم طراز ہیں:

فضا روتی ہے ہنگام سحر کیوں سسکیاں لے کر
کلیجہ تھام کر آتا ہے سورج کیوں پشیمانہ
یہ رحلت ہے جہاں سے آج کس محبوب عالم کی
گری جاتی ہے خلقت شمع پر ہم مثل پروانہ
چلی جاتی ہے اُف کاندھوں پہ میت کس کی اے ہاتف
یہ کس شمع پہ ہے ماتم کناں ہر سمت پروانہ
الٰہی دیکھ کر حیراں ہیں سب دیروحرم والے
ترے درویش کی میت کا یہ انداز شاہانہ

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے مرثیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

تو کہ رفتی عاشقاں را جملہ بسمل ساختی
از چرا کردی زماں ایں روئے زیبا در حجاب
اے کہ ما بگذاشتہ تنہا بمنزل رفتۂ
سخت بے مہری کہ کردی مجلس مارا خراب
شد یتیم از رحلتت گہوارۂ علم حدیث
اشکبار از فرقتت ہر گوشۂ درس و خطاب

مفتی جمیل احمد تھانوی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

کون امت کے دکھوں کا اب بتائے گا علاج
آہ! رخصت ہوگئے وہ مفتی اعظم بھی آج
نبضِ امت پر رکھے گا کون انگشت شفا
کون بیمارانِ ملت کے لئے دے گا دوا
کون شفقت سے سنے گا سب کے اشکالات کو
حل کریگا کون اہلِ دین کے شبہات کو

☆☆☆

حضرت کے کلام کے یہ چند نمونے میں نے بطور مثال پیش کر دیے اصل لطف تو پورا کلام عارف ہی پڑھ کر آ سکتا ہے اور مجھ سے نا اہل کا انتخاب بھی کوئی بہترین انتخاب نہیں سمجھا جا سکتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختصر تعارف احقر نے پیش کر دیا ہے حضرت کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور آپ کی علمی خدمات کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان ہی اکابرین کی معیت جنت الفردوس میں عطا فرمائیں۔ آمین۔